OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

ثبوت ہلال میں حکمِ حاکمِ شرع کی حیثیت: فقہی تناظر میں تحقیقی مطالعہ

The status of the ruler's verdict in the evidence of the crescent moon: Research study from a jurisprudential perspective.

Syed Asad Iqbal Zaidi
Ph.D Scholar, Shah Abdul Latif University Khairpur Mirs Sindh.
Email: zaidiasad323@gmail.com

Dr. Hafiz Ghulam Anwar Panhwar
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur Mirs Sindh.
Email: anwar.panhwar@salu.edu.pk

Received on: 10-04-2024 Accepted on: 16-05-2024

Abstract

The discussion on the evidence of moon sighting is among those topics that many people rely on, as the correctness of many Islamic actions depends on this moon sighting evidence. On this basis, the issue of moon sighting evidence holds great importance within religious circles. In this current article, a question remains unanswered for the researcher: does the ruling of the authority hold validity for the evidence of the moon sighting or not? Is moon sighting a responsibility of the government or an individual duty? In light of this question, some scholars have considered the ruling of the authority to be valid, whether this ruling is based on evidence or the result of personal sighting. While some other scholars have denied the validity of the ruling of the authority, regardless of whether this ruling is attributed to evidence, personal knowledge, or consensus. Although the third group of scholars has accepted the validity of the ruling of the authority in the case that it is supported by evidence. In light of the aforementioned question in this article, an effort has been made to unveil the reality by presenting the theories of the scholars and their critiques along with the evidence.

Keywords: Evidence of the Crescent, Ruler's Verdict, Moon, Ruler's order, Rulership

تعارف

دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے بہت سے انفرادی اور اجتماعی فرائض و ذمہ داریاں جن میں رمضان المبارک کے روزے، حج کی ادائیگی اور حرام و غیر حرام مہینوں کی دیت میں فرق جیسے احکام بھی شامل ہیں، ان سب فقہی احکام کا انحصار چاند دیکھنے اور مہینے کے آغاز اور اختتام کی تصدیق پر ہے۔ ہلال کے ثبوت میں حکمِ حاکم کی حجیت پر فقہائے اسلام کے درمیان زمانۂ قدیم سے اختلاف رہا ہے اور جسے ثبوتِ ہلال کے متعدد طُرُق میں سے ایک طریقہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ فقہاء کے درمیان حاکمِ شرع کے مصداق میں بھی اختلاف رہا ہے۔ اگر کسی شخص کے نزدیک ماہ رمضان یا شوال کا چاند ثابت نہ ہو لیکن حاکم کے نزدیک ثبوتِ ہلال محقق ہو جائے تو کیا اس صورت میں اس شخص کیلئے حکمِ حاکم ثابت ہو گا؟

مذکورہ بالا سوال کا جواب اس طرح متصور ہو سکتا ہے کہ حاکم کا حکم خود ہلال کو دیکھنے کی وجہ سے ہے؟ یا ثبوت چاند کی شہرت کی وجہ سے ہوا ہے یا گواہوں نے گواہی دی ہے؟ ان تینوں صورتوں میں سب کا اتفاق ہے کہ حاکم پر واجب ہے کہ اپنے علم پر عمل کرے۔ لیکن سوال ہپ پیدا ہوتا ہے کہ مکلف شخص پر بھی حکم لاگو ہے یا نہیں؟ فقہاء کے نزدیک اس نکتہ پر اختلافِ نظر پایا جاتا ہے۔ بعض فقہاء حکم حاکم کی حجیت کے قائل نظر آتے ہیں جبکہ بعض دیگر حاکم کی حجیت کو قبول نہیں کرتے۔ دونوں نے اپنی اپنی ادلہ کے ذریعہ مدعیٰ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہذا ہم دونوں نظریوں کا تنقیدی جائزہ لیں گے تاکہ بہتر نتیجہ تک رسائی حاصل ہو سکے۔

اثبات ہلال کی متعدد راہوں میں سے ایک راہ اور طریقہ، حاکم شرع کا حکم ہے۔ بیان کردہ طریقوں میں سے جو طریقہ سب سے زیادہ زیرِ بحث ہے وہ اثبات رؤیت ہلال میں حکم حاکم شرع کا اعتبار ہے۔ بہت سے فقہاء نے حکم حاکم کو چاہے حکم میں حاکم کی دستاویز ہو یا بینہ یا اس کی اپنی بصیرت و علم، بطور دلیل اسے حجت جانا ہے۔ جبکہ بعض فقہاء نے حکم حاکم کی حجیت پر مکمل تردید کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ حاکم کا حکم مستند نہیں ہے، خواہ وہ بینہ سے مستند ہو یا تواتر اور شیاع سے یا حاکم کی اپنی بصیرت و علم سے۔ اہل سنت کے بعض فقہاء نے حکم حاکم کو رؤیت ہلال کے اثبات میں بنیاد قرار دیا ہے اور صرف حاکم کے حکم کو حجت مانا ہے۔ انہوں نے اثبات ہلال کے دوسرے طریقوں کو اس صورت میں تسلیم کیا ہے کہ اگر حاکم اسے منظور کرے۔ اس مقام پر سوال یہ سامنے آتا ہے کہ کیا اثبات ہلال کیلئے حاکم شرع کا حکم حجت ہے یا نہیں؟ مسئلہ کے روشن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے حاکم کی تعریف کی جائے پھر رؤیت ہلال کے متعلق حکم حاکم کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کے اقوال اور ان کے دلائل کا جائزہ لیا جائے۔

حاکم کا مفہوم

لغت کے ماہرین کہتے ہیں: الحاکم و ھوالقاضی[1]، حاکم وہ ہے جو فرمان دینے والا ہو، فیصلہ کرنے والا ہو، اسے حاکم کہا جاتا ہے[2]۔ ابن منظور قلمطراز ہیں: والحاکِم: مُنَفّذُ الحُکْمِ والجمع حُکّامٌ و ھو الحَکَمُ، حاکم، حکم نافذ کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور حکم کی جمع حُکّام ہے۔ لفظ "حکم، حاکم، حکام" کا استعمال قرآن کریم میں بھی کئی مقامات پر ہوا ہے۔ جیسے کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[3]، یا اضافی ترکیب کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی ذات کبریا کیلئے احکم الحاکمین ذکر ہوا ہے: أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ[4]، یا بعض مقام پر خیر الحاکمین بیان ہوا ہے: وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ[5]، کثیر روایات میں بھی قاضی اور فیصلہ کرنے والے کیلئے لفظ "حاکم" استعمال ہوا ہے۔ اس کی تعریف میں بیان کیا گیا ہے کہ والظاھر من الحاکم القاضی و ھو الذی یحکم فی الوقائع الخاصة و ینفذ الحکم لا المفتی و ھو المبین الحکم الشرعی عموماً[6]، حاکم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ ہے جو خاص وقائع میں حکم صادر کرے اور اس کا حکم نافذ ہو، نہ مفتی کی طرح، مفتی وہ ہے جو عام طور پر شرعی حکم بیان کرتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری آیہ اولی الامر وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[7] کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "اس آیت میں اطاعت الٰہی سے مراد

حقیقی حاکمیت، اطاعت رسول سے مراد نیابتی حاکمیت جبکہ اطاعت اولی الامر سے مراد خلافت وامامت کی اطاعت ہے۔۔۔اولی الامر سے مراد خلفاء وامراء سلطنت، آئمہ علم ودین اور فقہاء اسلام ہیں، اس کے تحت تنفیذ حکم اور اظہار حکم آتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اسلامی ریاست میں وہ حکم کے نفاذ، اس کی حفاظت اور نئے پیش آمدہ مسائل میں شرعی مطابقت پیدا کریں[8]"۔ لہذا فقہاء اہل سنت کے نزدیک حاکم کا بارز مصداق خلفاء، امراء، فقہاء وعلماء ہیں۔

فقہاء امامیہ اس بات کے معتقد ہیں کہ حاکم کا حقیقی مصداق المراد بالحاکم هنا الامام او من یامره الامام خاصة[9]، معصوم امام علیہ السلام یا جو معصوم امام علیہ السلام کی جانب سے خاص طور پر قضاوت کیلئے منصوب ہوا ہو۔ زمانۂ حاضر میں نہ ہی معصوم امام علیہ السلام ظاہری موجود ہیں اور نہ ہی ان کی جانب سے منصوب شدہ خاص نمائندہ موجود ہے؛ بنابرایں، فقہائے امامیہ کے نزدیک زمانۂ غیبت میں حاکم کا حقیقی مصداق جامع الشرائط فقیہ ہے۔ لہذا محقق کرکی[10]، شہید ثانی[11] اور فخر المحققین قلمطراز ہیں: معصوم امامؑ یا ان کی جانب سے منصوب شدہ خاص نمائندہ نہ ہونے کی صورت میں فقیہ جامع الشرائط حاکم ہے[12]۔ فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ فقیہ جامع الشرائط، فتویٰ صدور کرنے کے علاوہ حاکم شرع کے عنوان سے حکم صادر کرنے کا عہدہ دار بھی ہے[13]۔ البتہ فقہاء امامیہ کی تحریروں سے یہ بالکل واضح نظریہ ملتا ہے کہ فقہاء امامیہ کے نزدیک حاکم شرع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے بذات خود بذریعہ وحی حاکم شرع معین کیا ہے جیسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ اور آئمہ معصومین علیہم السلام[14] اور دوسری قسم وہ جو ان کی جانب سے حاکم شرع کے عنوان سے معین ہو[15]۔ بنابرایں، دورۂ حاضر میں فقہ امامیہ کی مبنیٰ کے مطابق، فقیہ جامع الشرائط، حاکم شرع ہے۔

فقہ جعفریہ میں فقیہ جامع الشرائط کے حاکم شرع ہونے پر متعدد روایات ہیں جن میں علماء کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کا امین کہا گیا ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: الْفُقَهَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَا لَمْ يَدْخُلُوا فِي الدُّنْيَا، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ مَا دُخُولُهُمْ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: اتِّبَاعُ السُّلْطَانِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَاحْذَرُوهُمْ عَلَى دِينِكُمْ[16]، مذکورہ روایت میں فقہاء کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کا امین کہا گیا ہے۔ اسی طرح سے منقول روایات میں فقہاء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث کہا گیا ہے: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیه السلام قَالَ: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ[17]، اسی طرح جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ بھی کہا گیا ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: الْمُتَّقُونَ سَادَةٌ وَالْفُقَهَاءُ قَادَةٌ وَالْجُلُوسُ إِلَيْهِمْ عِبَادَةٌ[18]۔ روایات کے علاوہ دلیل عقل[19] اور دلیل اجماع: الادلة الدالة علی ولایة الحاکم الشرعی اقسام: احدها الاجماع المحصل[20] کے ذریعہ بھی فقہاء امامیہ اپنے مدعیٰ پر دلائل قائم کرتے ہیں۔

لہذا مذکورہ دلائل کی روشنی میں فقیہ جامع الشرائط، حاکم شرع کی حیثیت رکھتا ہے۔ عصر غیبت میں اس کے اختیارات بھی وہی ہیں جو آئمہ معصومین علیہم السلام کو حاصل ہیں[21]۔ فقیہ جامع الشرائط کے انہی اختیارات میں سے مسئلہ رؤیت ہلال پر اختلاف کی صورت میں اس مسئلہ کا حل وفصل بھی ہے جس پر ذیل میں فقہاء کے نظریات کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اثبات ہلال کے مسئلے پر مختلف پہلوؤں سے بحث اور تحقیق کی جاسکتی ہے لیکن تحقیق کے اس حصے میں اسلامی فقہ کے نقطۂ نظر سے ہلال کے ثبوت پر حاکم شرع کے حکم کی حجیت یا عدم حجیت کا جائزہ لینا ہے۔

ثبوت ہلال پر حاکم شرع کے حکم کی حجیت یا عدم حجیت

چاند کا دیکھنا حاکم شرع کے فرائض میں سے نہیں ہے بلکہ ہر فرد کا اپنا فریضہ ہے کہ وہ چاند دیکھے۔ لیکن جب حاکم شرع کی طرف سے رؤیت ہلال کے بارے میں کوئی حکم صادر ہو تو کیا اس حکم پر عمل کرنا، شرعی حجیت رکھتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ہمارے سامنے دو نظریہ نمایاں ہوتے ہیں۔ بعض فقہاء حاکم کے حکم کو ثبوت ہلال کیلئے حجیت جانتے ہوئے اس پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں جبکہ بعض دیگر فقہاء اس نظریہ کو رد کرتے ہوئے عدم حجیت کے قائل ہیں۔ لہذا ذیل میں دونوں نظریوں کے دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ثبوت ہلال کیلئے حکم حاکم حجت ہے۔

مذاہب اسلامی کے بہت سے فقہاء، حکمِ حاکم پر ثبوت ہلال کے قائل نظر آتے ہیں۔ فقہاء میں سب سے پہلے فرد علامہ حلی ہیں جنہوں نے ثبوت ہلال کیلئے حکم حاکم کو مستقل طریقہ قرار دیا ہے۔ علامہ حلی زید شحام کی امام علیہ السلام سے منقول: عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ جَمِيعاً عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْأَهِلَّةِ فَقَالَ: هِيَ أَهِلَّةُ الشُّهُورِ فَإِذَا رَأَيْتَ الْهِلَالَ فَصُمْ وَ إِذَا رَأَيْتَهُ فَأَفْطِر[22]، حدیث سے تمسک کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: کیونکہ ماہ رمضان کا یقین حاصل ہو گیا ہے جس طرح حاکم حکم دے تو روزہ واجب ہو جاتا ہے[23]۔ شیخ صدوق اور بعض دیگر فقہاء، مختلف موضوعات کے ضمن میں اثبات ہلال کیلئے حکم حاکم کی حیثیت کو بیان کرتے ہیں۔ شیخ صدوق روزہ یوم الشک کے باب میں تحریر کرتے ہیں: جو شخص کسی ایسے شہر میں ہو کہ جس شہر کا حاکم ہو، اس کے ساتھ روزہ رکھنا اور افطار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی مخالفت میں اللہ سبحانہ کی ایک ممانعت ہے جو کہ فرماتا ہے: اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے تباہ نہ کرو[24]۔ شیخ صدوق نے مذکورہ بیان کے بعد عیسیٰ بن ابی منصور کی روایت نقل کی ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے روزہ یوم الشک پر حاکم کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے[25]۔ شہید ثانی تحریر کرتے ہیں: گواہ کی گواہی دینا کافی نہیں ہے کہ آج رمضان ہے یا عید کا دن! بلکہ ضروری ہے کہ حاکم اس سے پوچھے اور کیا ثبوت ہلال کیلئے حاکم کا حکم تنہا کفایت کرتا ہے؟ اقرب اور حقیقت یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے[26]۔

سید عبد الاعلی موسوی سبزواری، صاحب جواہر کا اجماع نقل کرنے کے بعد، توقیع اور تائید پر اطلاق کی نسبت دیتے ہوئے ہلال کے ثبوت میں فقیہ جامع الشرائط کے حکم کو تسلیم کیا اور لکھا ہے: بظاہر، حاکم کے حکم کا جواز (ثبوت ہلال کیلئے) عقلی مسلمات میں سے ہے اور عامہ وخاصہ کے نزدیک تسلیم شدہ ہے۔۔۔، لیکن کیا اس میں فقیہ جامع الشرائط بھی شامل ہے؟ لذا کہا جا سکتا ہے کہ شیعہ امامیہ فطرت کے مطابق جامع الشرائط فقیہ کا حکم ہر جگہ حجت ہے مگر یہ کہ شارع مقدس کی جانب سے کوئی رد یا منع پیش کیا گیا ہو[27]۔ کیونکہ امامیہ عقیدہ کے مطابق، فقیہ جامع الشرائط کا حکم معصوم امام علیہ السلام کی طرح ہے۔ دوسری طرف سے عمومات اور اطلاقات کا تقاضہ، اسی طرح معصوم علیہ السلام کی تائید، امامیہ فقہاء کے اثر کو اس مقام (ثبوت ہلال) میں بھی شامل کرتا ہے۔ لہذا پہلے نظریہ کے قائلین اپنے دعویٰ کے اثبات پر درجِ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

نظریہ اول کے دلائل

رؤیت ہلال کے متعلق حکم حاکم کی حجیت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں جن میں سے ہم کچھ دلائل ذکر کرتے ہیں:

(دلیل اول): مشہور فقہاء

اس متعلق فقہاء امامیہ کی کثیر تعداد نے ماہ مبارک رمضان اور عیدین کے رؤیت ہلال پر حکم حاکم کو ماننے پر فتوی دیا ہے۔ آیۃ اللہ حکیم کتاب مستمسک میں تحریر کرتے ہیں: ظاہرا اس میں کوئی فرق نہیں کہ حکم حاکم کی دلیل و مستند، بینہ ہو یا شیاعِ علمی یا حکم حاکم کا علم ذاتی ہو، البتہ ہم حاکم کے اپنے علم کی بنیاد پر فیصلے کو جائز سمجھتے ہیں[28]۔ طباطبائی یزدی[29]، محقق سبزواری[30]، کاشف الغطاء[31]، شیخ انصاری، شیخ بہائی، محمد تقی آملی، مرزا شیرازی اور اسی طرح معاصر فقہاء از جملہ سید عبدالاعلیٰ سبزواری[32]، شہید صدر[33]، امام خمینی[34]، سید محمود شاہرودی، سید احمد خوانساری، سید ہادی میلانی، مرعشی نجفی، سید محمد رضا گلپائیگانی ان کے علاوہ اور فقہاء بھی اثبات رؤیتِ ہلال بذریعہ حکمِ حاکم پر فتویٰ دیا ہے۔

(دلیل دوم): روایات کی عمومیت

روایت کی عمومیت اور اطلاق بتا رہی ہے کہ حکمِ حاکم تمام افراد پر نافذ ہے حتی کہ مراجع پر بھی اس کی پیروی ضروری ہے۔ اسحاق بن یعقوب نے امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ کے دوسرے نائب خاص کو ایک سوالنامہ دیا اور کہا کہ میری طرف سے امام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس سوالنامہ کے جواب میں امام نے تحریر فرمایا: و امّا الحوادث الواقعه فارجعوا فيها الى رواة حديثنا فانهم حجتى عليكم انا حجة الله[35]۔ تم پر جو حوادث یا واقعات رونما ہوں ہمارے راویان احادیث کی طرف رجوع کرو وہ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں اور ہم حجت خدا ہیں۔ اس روایت میں الحوادث الواقعه عمومیت اور اطلاق رکھتا ہے جو تمام واقعات اور حادثات کو شامل ہے ان حوادث میں سے ایک رویت ہلال ہے لہٰذا یہ روایت اس کو شامل ہے۔ اور اس کی حجیت کے لیئے روایت میں فانهم حجتى عليكم جامع الشرائط حاکم کے حکم کی حجیت پر دلیل ہے۔ فقہاء امامیہ کی کتب، ان مطالب سے بھری ہوئی ہیں کہ دوران غیبت میں نائب امام کی طرف رجوع کریں اور اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ رؤیتِ ہلال کے ثبوت کو بیان کرے۔

(دلیل سوم): روایاتِ خاصہ

حکم حاکمیت کی حجیت پر عمومی روایات کے علاوہ، خصوصی روایات بھی موجود ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آیا اور کہا میں نے چاند دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا تو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اس نے کہا جی۔ پھر سوال کیا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل کا روزہ رکھیں[36]۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر دو افراد امام کے سامنے گواہی دیں کہ اس مہینے کے تیس دن مکمل ہو چکے ہیں، اگر یہ گواہی قبل از زوال دی ہو تو امام حکم دے گا روزہ افطار کریں، اور اگر گواہی بعد از زوال دیں تو امام روزہ افطار کرنے کا حکم دے گا، لیکن نماز عید کا اہتمام اگلے دن کروایا جائے گا[37]۔

(دلیل چہارم): سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ معاشرے کے ہادی وذمہ دار شخصیت تھے۔ اس دور میں لوگ رؤیتِ ہلال کی گواہی دینے کیلئے آپ کے حضور آیا کرتے تھے۔ آپ گواہی کی جانچ پڑتال کے بعد، اثباتِ ہلال کا حکم صادر فرماتے تھے۔ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ خود رؤیتِ ہلال کا اہتمام کرتے، مکمل طریقے سے نظارت فرماتے ہوئے، مسلمانوں کی گواہی کی بناء پر ثبوت رؤیت کا اعلان کرتے تھے[38]۔

(دلیل پنجم): بعداز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ، حکام کی روش

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد لوگوں کا وطیرہ یہی تھا کہ حکام وقت کے پاس جاکر رؤیتِ ہلال کی گواہی دیتے تھے، حاکم ان کی گواہی کی تحقیق یا تفاحص کرنے کے بعد روزہ رکھنے یا افطار کا حکم کیا کرتے تھے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر کے دور میں اگر کوئی روزہ کھول لیتا تو اس کی تادیبی کاروائی کی جاتی۔ ابی قلابہ نقل کرتے ہیں: ولنا أن رجلين قدما المدينة وقد رأيا الهلال وقد أصبح الناس صيامًا[39]۔ ماہ رمضان میں دو آدمی مدینہ آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے چاند دیکھ لیا ہے جبکہ مدینہ والے روزے سے تھے، یہ بات حضرت عمر تک پہنچی، حضرت عمر نے دونوں میں سے ایک سے پوچھا: روزے سے ہو؟ کہا: نہیں۔ پھر سوال کیا: کس وجہ سے روزہ نہیں رکھا؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ میں روزہ کیوں رکھوں؟ حضرت عمر نے دوسرے شخص سے وہی سوال کیا: کیا تم روزے سے ہو؟ اس نے کہا: جی میں روزے سے ہوں۔ کہا: تونے افطار کیوں نہیں کیا؟ جواب دیا کہ مدینہ کے لوگ روزے سے تھے، کیسے افطار کرتا؟ حضرت عمر نے اس شخص کی طرف منہ کیا جس نے روزہ نہیں رکھا تھا اور کہا: اس شخص کی وجہ سے تیری سرزنش نہیں کرتا۔ بعداز آن، لوگوں کے درمیان اعلان کیا کہ نماز عید کیلئے اپنے گھروں سے باہر آجائیں۔ مذہب شافعی کے بعض فقہاء نے اثبات ہلال اور وجوب روزہ کو حکمِ حاکم سے مشروط کیا ہے۔ يشترط في تحقيق الهلال و وجوب الصوم بمقتضاه ان يحكم به الحاكم فمن حاكم به وجب على الناس ولو وقع حكمه عن شهادة عدل واحد[40]۔ اثبات ہلال اور وجوب روزہ کو حکمِ حاکم کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ پس جب حاکم حکم کرے تو لوگوں پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس حاکم کا حکم ایک عادل کی گواہی سے مربوط ہو۔ حضرت امام علی علیہ السلام کے دور میں بھی وہی سیرت موجود تھی کہ لوگ رؤیتِ ہلال کے وقت آپ علیہ السلام کے پاس آتے اور رؤیت کی گواہی دیتے۔ امام ان کی گواہی کے تمام تحقیقی مراحل اور جانچ پڑتال کے بعد، روزہ رکھنے یا کھولنے کا حکم کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور روایت جسے امام شافعی نے کتاب الام میں تحریر کیا: عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ أَنَّ رَجُلًا شَهِدَ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ فَصَامَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَصُومُوا[41]۔ فاطمہ بنت الحسین کہتی ہیں ایک شخص نے علی علیہ السلام کے سامنے گواہی دی کہ میں نے ماہ رمضان کے چاند کی رؤیت کی ہے، علی علیہ السلام نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہر حاکم اسلامی کی ذمہ داری ہے بلکہ بعض مسائل میں حاکم کی دخالت واجب ہو جاتی ہے۔ انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ رؤیتِ ہلال ہے۔ رؤیتِ ہلال جیسے اہم مسئلہ میں رؤیت کا باقاعدہ اہتمام کرے۔ رؤیتِ ہلال کی گواہی

پر تفحص اور دقت سے تحقیق و بررسی کرے، تاکہ لوگوں کی ذہنی پریشانی دور ہو سکے، لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے کہ حکمِ حاکم کی پیروی کریں۔ اگر حاکم اسلامی اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں غفلت انجام دے تو بہت سارے امور اسلامی عباداتی، اقتصادی، مناسک اور اسلامی وظائف کی ادائیگی جن کا تعلق رؤیتِ ہلال سے ہے، اختلافات کا شکار ہو جائیں گے، جس سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و وحدت اور ہمبستگی کو شدید نقصان پہنچے گا۔ اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کے خلاف تبلیغات کرنے کا سنہری موقع مل جائے گا۔ ماضی میں بھی ان جیسے حساس مسائل میں اختلافات کی بناء پر استعمار نے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن علماء اور فقہاء کی ان جیسے مسائل کی جانب توجہ بھی قابل ستائش ہے کہ جس کی بناء پر دشمنِ اسلام اپنی تبلیغات میں ناکام رہا۔

ثبوت ہلال کیلئے حکم حاکم حجت نہیں ہے۔

بعض فقہاء رؤیت ہلال کے مسئلہ میں حکمِ حاکم کی عدم حجیت کے قائل ہیں۔ شیخ یوسف بحرانی نے اپنے معاصر عالم شیخ فاضلی سے نقل کرتے ہوئے حکمِ حاکم کی عدم حجیت کے قول کو تجویز کیا ہے اور خود بھی اسی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ ملا احمد نراقی اور آیۃ اللہ خوئی بھی اس نقطہ نظر کو تقویت دیتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک حاکم کا حکم حجیت نہیں رکھتا، اس سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ مکلف ہر صورت میں اپنی تکلیف روشن کرنے کیلئے دو گواہوں سے سنے۔ فاضل معاصر نے کہا ہے کہ مکلف پر واجب نہیں ہے جو چیز حاکم کے نزدیک ثابت ہو اس پر عمل کرے۔ بلکہ اگر خود مکلف کے نزدیک چاند ثابت ہو گیا تو اسی کے مطابق عمل کرے۔ ورنہ حکم کا حاکم کے نزدیک ثابت ہونا مکلف کیلئے شرعی تکلیف کا سبب نہیں ہے۔ شیخ بحرانی اس مسئلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ میرے نزدیک محل اشکال اور محل توقف ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ پر کوئی واضح اور روشن دلیل نہیں ہے کہ جس پر کہا جائے کہ حکم حاکم پر عمل کرنا واجب ہے اس طرح سے کہ گویا رؤیت ہلال کو بھی شامل کرے۔ ملا نراقی بھی شیخ بحرانی کی نظر کو بیان کرنے کے بعد اور انہی کی دلیل پر اعتماد کرتے ہوئے اس بات کے قائل ہوئے کہ حکم حاکم حجیت نہیں رکھتا[42]۔

مرحوم آیۃ اللہ خوئی بھی ثبوت ہلال میں حکم حاکم کے قائل نہ تھے، حجیت حکم حاکم کے دلائل اور ان پر تنقید پیش کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں: کیونکہ حجیت حکم حاکم کے قائلین کے دلائل خدشہ سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے حاکم کے حکم پر ثبوت ہلال پر ہم نے اشکالات و اعتراضات کئے ہیں[43]۔ مکلّف کیلئے ضروری ہے کہ وہ چاند دیکھنے والے گواہوں سے خود سنے۔ مکلف کیلئے ضروری نہیں ہے کہ جو چیز حاکم کے نزدیک ثابت ہوئی ہے اس پر عمل کرے۔ بلکہ جو چیز خود اس کے نزدیک ثابت ہے اس کے مطابق عمل کرے۔ پس اس نظریے کے فقہاء نے جن ادلہ سے تمسک کیا ہے ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(دلیل اول): قانون اصلِ عملی

اصل یہ ہے کہ ایک شخص کا حکم دوسرے شخص پر لاگو نہیں ہو سکتا، جس کیلئے جو شرعی وظیفہ ہے اس کو وہ خود انجام دے۔ لیکن اگر کوئی شرعی دلیل ہو جو ایک فرد کا دوسرے پر حکم نافذ ہونے کو بیان کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے پاس کوئی بھی ایسی دلیل نہیں جس

سے حکم حاکم سب کیلئے حجت ہو[44]۔

(دلیل دوم): روایات

حکم حاکم کی عدم حجیت کے قائلین چند ایک روایات کا سہارا لیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایسی روایات موجود ہیں جن میں ذکر ہے کہ انسان چاند کو خود دیکھے یا دو شاہد عادل گواہی دیں یا شعبان کے تیس دن مکمل ہو جائیں۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَأَفْطِرُوا أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ عُدُولٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ لَمْ تَرَوُا الْهِلَالَ فَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَ إِذَا غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ يَوْماً ثُمَّ أَفْطِرُوا[45]۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم چاند دیکھو تو پس افطار کرو یا مسلمانوں میں سے عادل گواہی دیں اور اگر تم نے چاند کو نہیں دیکھا تو روزے کو رات تک تمام کرو اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو تم تیس دن شمار کرو پھر افطار کرو۔ ان جیسی احادیث کے ظہور سے حصرِ حدیث کا اندازہ ہوتا ہے اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند ثابت ہونے کا طریقہ صرف عادل مسلمان کی گواہی سے مخصوص ہے اور اس کے علاوہ دیگر طریقے صحیح نہیں ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت پیش کرتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَ عِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ[46]۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ مہینہ انیتس راتوں پر مشتمل ہے پس جب تک تم چاند کو نہ دیکھو، روزہ نہ رکھو اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو۔ اسی طرح ایک اور روایت ملاحظہ ہو؛ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بیشک لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے روزہ رکھنے کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ان کے افطار کے ساتھ ہی افطار کیا کرتے تھے اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ نے بعض جنگوں میں اصحاب سے جدائی اختیار کی تو اصحاب نے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہم آپ کے روزہ رکھنے سے روزہ رکھتے تھے اور آپ کے افطار کرنے کے ساتھ افطار کیا کرتے تھے، اب آپ تشریف لے جا رہے ہیں ہم کیسے روزہ رکھیں اور افطار کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ افطار کرو۔ پس اگر آسمان ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو[47]۔ مذکورہ بالا روایات کی رو سے رؤیت ہلال کے ثبوت کیلئے تین راہیں مستفاد ہوتی ہیں، اس کے علاوہ دیگر راہیں حجیت نہیں رکھتیں، جن میں سے ایک حکم حاکم بھی ہے یعنی حکم حاکم کی حجیت روایت کی رو سے ثابت نہیں ہے۔

(تیسری دلیل): حدس و گمان سے نہی

حکم حاکم کی عدم حجیت پر تیسری دلیل حدس و گمان ہے۔ روزہ مہم ترین عبادات میں سے ایک ہے جس کو زن اور گمان کی صورت میں ادا کرنے سے روکا گیا ہے۔ حکمِ حاکم میں زن و گمان پایا جاتا ہے کیونکہ ہم نے خود چاند نہیں دیکھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ماہ رمضان کے روزے چاند دیکھنے سے ثابت ہوتے ہیں، ظن اور گمان سے نہیں[48]۔ مذکورہ بالا روایت، حدس و گمان سے منع کر رہی ہے اور مسئلہ رؤیت ہلال میں حکمِ حاکم حدس و گمان کے علاوہ کسی اور چیز پر دلالت نہیں کرتی۔

(چوتھی دلیل): رؤیت ہلال کا موضوع خارجی ہونا

رؤیت ہلال کا مسئلہ موضوعات خارجیہ میں سے ہے اور موضوعات خارجی کا فقیہ اور حاکم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ فقیہ وحاکم کی ذمہ داری فقط شرعی احکام بیان کرنا ہے، وہ موضوعات خارجی میں دخالت نہیں کر سکتا۔ موضوعات خارجی حاکم کے وظائف میں سے نہیں ہیں۔

مذکورہ دلائل پر تنقید و تجزیہ:

پہلی دلیل قانون اصلی عملی پر تنقید: اصول فقہ میں دلائل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دلیل اجتہادی اور دوسری دلیل اصول عملی ہے۔ دلیل اجتہادی کے چار مراحل ہیں۔ قران، سنت، اجماع اور عقل۔ اس کا موضوع قطع اور یقین ہے، جبکہ اصول عملی کا موضوع شک ہے۔ جب دلائل اجتہادی نہ پائے جائیں تو اصل عمل کی نوبت آتی ہے۔ کیونکہ اصل عملی انسان کو شک سے نکال کر اس کا وظیفہ معین کر دیتے ہیں۔ جبکہ دلائل اجتہادی کسی بھی شخص کو قطع اور یقین دلاتے ہیں۔ لہٰذا مورد بحث موضوع میں اصل کی اس صورت میں ضرورت محسوس ہوتی ہے جب اس کے مقابلے میں دلیل موجود نہ ہو جو حکمِ حاکم کی حجیت کو ثابت کرے۔ لہٰذا دلیل اصل کے ذریعے حکم حاکم کی حجیت کو ضعیف نہیں کر سکتے۔

دوسری دلیل روایات پر تنقید

اول یہ کہ ان روایات میں حقیقی حصر نہیں ہے۔ اگر حقیقی حصر ہوتا تو تیس دن کا گزر جانا، شہرت و تواتر، بینہ کوئی بھی راہ حجت نہ رکھتی، جبکہ جتنی راہیں "ثبوت ہلال کی راہیں" کے عنوان میں بیان کی ہیں، وہ سب اخبار واحادیث سے مستفاد ہیں۔ بلکہ یہ روایات ثبوت ہلال کی راہوں کو بیان کر رہی ہیں۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے منقول روایت عُدُولٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ میں مقصود یہ ہے کہ گواہی میں صرف دو عادل مسلمانوں کی گواہی کی اجازت دی گئی ہے، دو غیر عادل کی گواہی سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح اس روایت میں ایک گواہ کی گواہی وشہادت کی نفی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رؤیتِ ہلال کا ثبوت دو افراد پر منحصر ہے اس کے علاوہ ثبوت کا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

دوم یہ کہ ایسی روایات جو حکم حاکم کی حجیت کی نفی کر رہی ہیں اس صورت میں اس موضوع کو شامل ہوتیں جب حکم حاکم پر دلائل حجیت موجود نہ ہوتے جبکہ بینہ جیسے دلائل موجود ہیں۔ حتی کہ ایک فرد عادل اگر رؤیت ہلال کی خبر دے تو حاکم شرع اس کی گواہی پر روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فقال: انی رایت الهلال فقال اتشهد ان لا اله الا الله؟ قال نعم. قال اتشهد ان محمد الرسول الله؟ قال نعم. قال: یا بلال اذن فی الناس فلیصوموا غدا[49]۔ **ایک** شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا جی۔ پھر سوال کیا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا: اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل کا روزہ رکھیں۔

تیسری دلیل حدس وگمان پر تنقید

حکمِ حاکم کی مسئلہ رؤیت ہلال میں عدم حجیت کے قائلین نے اسے ظنون وگمان میں شمار کیا ہے۔ حکمِ حاکم کا اس صورت میں ظن وگمان پر مشتمل روایات میں شمار ہو گا جب حکمِ حاکم کی حجیت پر کوئی دلیل نہ ہو، اگر اس کی حجیت پر دلیل موجود ہو تو رؤیت ہلال میں حکمِ حاکم کی حجیت تمام امارات کی طرح ہے از جملہ بینہ طرح قابل اعتبار ہے۔ اصولی اصطلاح میں اسے ظنون معتبرہ شمار کیا جاتا ہے[50]۔

نتیجہ تحقیق

مذکورہ ابحاث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حاکم اسلامی کی ذمہ داری ہے بلکہ بعض مسائل میں حاکم کی دخالت واجب ہو جاتی ہے۔ انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ رؤیتِ ہلال ہے۔ رؤیتِ ہلال جیسے اہم مسئلہ میں رؤیت کا باقاعدہ اہتمام کرے۔ اگر ثبوتِ رؤیتِ ہلال بینہ، ذاتی رؤیت یا تواتر کے ذریعہ ہو تو حاکم پر واجب ہے کہ اپنے علم پر عمل کرے۔ لیکن اگر حکمِ حاکم بینہ اور ذاتی رؤیت کے سبب ہو تو تمام مکلفین پر حکم حاکم حجیت رکھتا ہے کیونکہ حکم حاکم کی حجیت کے مطلقاً انکار سے فقہی، سماجی، سیاسی اور معاشرتی میدانوں میں مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ اگر عوام کو معاشرے میں حاکم کی حیثیت پر عدمِ اعتماد پیدا ہو جائے تو سیاسی اور سماجی استحکام متاثر ہو سکتا ہے۔ اسی ابحاث کے ضمن میں یہ جو چیز حکمِ حاکم کے مؤثر ہونے اور اثبات رؤیت ہلال کیلئے اثرانداز ہو سکتا ہے وہ مسئلہ ولایت فقیہ کا ہے۔ اگر ہم ویلایت فقیہ کے مسئلہ کو تسلیم کر لیں اور اسے ثابت کر دیں تو یہاں حکمِ حاکم کا مسئلہ بہت آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام معصوم علیہ السلام کا حکم صحیح و نافذ ہے، ایک فقیہ بھی اسی کا جانشین اور اس کا قائم مقام ہے۔ ولایت فقیہ کے قائل علماء کی نظر یہی ہے کہ حکمِ حاکم رؤیت شوال کے مسئلہ میں یقیناً نافذ ہے۔ البتہ اگر ہم ولایت فقیہ کے قائل نہ بھی ہوں پھر بھی امور حسبیہ کے عنوان سے قابل اثبات ہے۔ لہذا اس کی اطاعت لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے اور حکومت و حکام کیلئے حاکم کی اطاعت لازمی و ضروری ہے۔

حوالہ جات

[1] -ابن اثیر، مبارک بن محمد، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، قم: مؤسسہ مطبوراتی اسماعیلیان، طبعہ چہارم، 1367ش، ج1، ص418

[2] -فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت: دارالکتب العلمیہ، طبعہ اول، 1415ھ ق، ج4، ص39

[3] -البقرہ، 188/2

[4] -تین، 8/95؛ ھود، 45/11

[5] -یوسف، 80/12؛ الاعراف، 87/7؛ یونس، 109/10

[6] -علامہ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ، تہران: دارالکتب العلمیہ، طبعہ دوم، 1404ھ ق، ج1، ص224

[7] -النساء، 59/4

[8] - قادری، ڈاکٹر محمد طاہر، الحکم الشرعی، تحقیق وتدوین: محمد ممتاز الحسن باروی، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، طبعہ دوم، 2006ء، ص54

[9] -علامہ حلی حسن بن یوسف، تحریر الاحکام الشرعیہ علی مذہب الامامیہ، قم: مؤسسہ امام صادق علیہ السلام، طبعہ اول، 1420ھ ق، ج3، ص433

---

[10] -محقق کرکی، علی بن حسین، جامع المقاصد فی شرح القواعد، قم: مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، طبعہ دوم، 1414ھ ق، ج12، ص96

[11] -شہید ثانی، زین الدین بن علی عاملی، مسالک الافہام الی تنقیح شرائع الاسلام، قم: مؤسسہ معارف الاسلامیہ، طبعہ اول، 1413ھ ق، ج7، ص146، 142

[12] -فخر المحققین حلی، محمد بن حسن، ایضاح الفوائد فی شرح مشکلات القواعد، قم: مؤسسہ اسماعیلیان، طبعہ اول، 1387ھ ق، ج2، ص624

[13] -کاشف الغطاء نجفی، علی بن محمد رضا، النور الساطع فی الفقہ النافع، نجف: مطبعۃ الآداب، طبعہ اول، 1381ھ ق، ج1، ص389-395

[14] -ایضاً، ص370-372

[15] -ایضاً، ص375-377

[16] -شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، الفصول المہمہ فی اصول الآئمہ، قم: مؤسسہ معارف اسلامی امام رضا علیہ السلام، طبعہ اول، 1418ھ ق، ج1، ص607، ح956-3

[17] -علامہ مجلسی، مرآۃ العقول، ج1، ص103، ح2 کتاب فضل العلم، باب صفۃ العلم؛ ہاشمی خوئی، مرزا حبیب اللہ، منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ، تہران: مکتبہ الاسلامیہ، 1400ھ ق، ج16، ص176

[18] -شیخ طوسی، محمد بن حسن، الامالی للطوسی، قم: دار الثقافۃ، طبعہ اول، 1414ھ ق، ص225، ح392-42؛ علامہ مجلسی، بحار الانوار، ج1، ص201، ح9

[19] -کاشف الغطاء نجفی، النور الساطع، ج1، ص343

[20] -ستایش، محمد کاظم رحمان، رسائل فی ولایۃ الفقیہ، قم: انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، 1425ھ ق، ص115

[21] -حسینی مراغی، سید میر عبد الفتاح بن علی، العناوین الفقیہ، قم: انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، 1417ھ ق، ج2، ص562-569

[22] -شیخ طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، تہران: دار الکتب الاسلامیہ، طبعہ چہارم، 1407ھ ق، ج4، ص155، ح430-2

[23] -علامہ حلی، حسن بن یوسف، تذکرۃ الفقہاء (ط الحدیثہ)، قم: مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، طبعہ اول، 1414ھ ق، ج6، ص119

[24] -شیخ صدوق، محمد بن حسن، من لایحضرہ الفقیہ، قم: انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، طبعہ دوم، 1413ھ ق، ج2، ص127

[25] -ایضاً

[26] -شہید اول، محمد بن مکی عاملی، الدروس الشرعیہ فی فقہ الامامیہ، قم: انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، طبعہ دوم، 1417ھ ق، ج1، ص286

[27] -سبزواری، سید عبد الاعلی، مہذب الاحکام فی بیان الحلال والحرام، قم: مؤسسہ المنار، طبعہ چہارم، 1413ھ ق، ج10، ص259

[28] ۔عاملی موسوی، محمد بن علی، مدارک الاحکام فی شرح شرائع الاسلام، بیروت: مؤسسہ آل البیتؑ، طبعہ اول، 1411ھ ق، ج۶، ص۱۷۰۔

[29] ۔یزدی طباطبائی، سید محمد کاظم، العروۃ الوثقی مع التعلیقات، قم: انتشارات مدرسہ امام علی بن ابیطالبؑ، طبعہ اول، 1428ھ ق، ج۲، ص۴۵۸

[30] ۔حکیم طباطبائی، سید محسن، مستمسک العروہ الوثقی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۰ھ ق، ج۸، ص۴۶۱

[31] ۔آملی، مرزا محمد تقی، مصباح الہدی فی شرح العروۃ الوثقی، تہران، طبعہ اول، ۱۳۸۰ھ ق، ج۸، ص۳۷۲

[32] ۔سبزواری، مہذب الاحکام، ج۱۰، ص۲۷۳

[33] ۔شہید صدر، محمد باقر، الفتاوی الواضحہ، بیروت: دار التعارف للمطبوعات، ج۱، ص۶۳۱

[34] ۔امام خمینیؒ، روح اللہ موسوی، تحریر الوسیلہ، نجف: مطبعہ الآداب، طبعہ دوم، ۱۳۹۰ھ ق، ج۱، ص۲۹۶

[35] ۔شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشرعیہ، قم: مؤسسہ اہل بیت علیہم السلام، طبعہ اول، 1409ھ ق، ج27، ص140، ابواب صفات القاضی، باب 11، ح9؛ امام خمینی، ولایت فقیہ، ص105

---

[36] ۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، قاہرہ: دارالحدیث، طبع اول، 1420ھ ق، ج 1، ص 547، کتاب الصیام

[37] ۔ شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۱۹۹

[38] ۔ شیخ طوسی، تہذیب الاحکام، ج ۴، ص ۱۵۵

[39] ۔آل حسین، محمد بن عبداللہ، شرح زاد المستقنع، قاہرہ: مکتبہ السلفیہ، طبع اول، ۱۹۶۱، ص ۲۴۷؛ ابن رشد قرطبیّ، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ج 1، ص 285

[40] ۔ جزیری، عبدالرحمن، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، بیروت: دارالکتب العلمیہ، طبع دوم، 1424ھ ق، ج 1، ص 551

[41] ۔امام شافعی، محمد ابن ادریس، الام، بیروت: دارالفکر، طبع دوم، ۱۴۰۳ھ ق، ج ۲، ص ۱۰۳

[42] ۔ نراقی، مولی احمد بن محمد مھدی، مستند الشيعة في أحكام الشريعة، قم: مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، طبع اول، ۱۴۱۵ھ ق، ج ۲، ص ۱۳۲

[43] ۔ خوئی، سید ابوالقاسم موسوی، المستند فی شرح العروۃ الوثقی، قم: موسسہ احیاء آثار الامام الخوئی، ۱۴۰۰ھ ق، ج ۲، ص ۹۱

[44] ۔ ایضاً، ص ۱۳۲

[45] ۔ نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، قم: مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، طبع اول، ۱۴۰۸ھ ق، ج ۷، ص ۴۰۷

[46] ۔ابن انس، مالک بن انس، موطا امام مالک، ابوظبی: مؤسسہ زاید بن سلطان آل نہیان، طبع اول، 1425ھ ق، ج ۱، ص ۳۸۶

[47] ۔ نوری، مستدرک الوسائل، ج ۷، ص ۴۰۶

[48] ۔ مجلسی اول، محمد تقی، روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ، قم: مؤسسہ فرہنگی اسلامی، طبع دوم، ۱۴۰۶ھ ق، ج ۳، ص ۳۴۳

[49] ۔ابی داؤد، سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۵۴۷

[50] ۔ نجفی، محمد حسن بن محمد باقر، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، بیروت: داراحیاء التراث العربی، طبع ہفتم، 1404ھ ق، ج ۱۶، ص ۳۵۹

References

1. Ibn al-Athir, Mubarak bn Muhammad, An-Nihayatu fi Gharib al-Hadith wa al-Athar, Qum: Mu'assa, Matboaaty Ismailyan, 1367 AD, vol.1, p.418.
2. Firuzabadi, Allama Mujad-ud-Din Muhammad b. Ya'qub, Al Qamoos ul Muheet, Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyya, 1415 AH, vol. 4, p.39.
3. Al-Baqarah, 2:188
4. Al Teen, 95:8; Hood, 11:45
5. Yusuf, 12:80; Al Aaraaf, 7:87; Yunoos, 10:109
6. Allama Majlisi, Muhammad Baqir b. Muhammad Taqi, Mar'at al-Uqool fi Sharh Akhbar al-Rasul (a), Tehran: Dar-ul-Kutub al-Islamiyya, Vol. 1, p. 224.
7. Al Nisa, 4:59.
8. Dr. Muhammad Tahir ul Qadari, Al Hukmo Al Sarei, Lahoor: Minhaj-ul-Quran Publications, 2006, p. 54.
9. Allama Hilli, Hasan b. Yusuf, Tahrir al-Ahkam al-Shari'ah 'Ali Dharm al-Imamiyyah, Qum: Mu'assa Imam al-Sadiq (a), 1420 AH, Vol. 3, p. 433.
10. Al-Muhaqqiq Al-Karki, 'Ali b. Al-Husayn al-'Amili, Jami al-Muqaddafi Sharh al-Niyam, Qum: Mu'assa al-Bayt (a), 1414 AH, vol. 12, p. 96.
11. Shaheed Sani, Zainuddin b. Ali Amli, Masalik Al Afham Ela Tanqih Sharayeh Alislam,Qum: Mu'assa Mariful Islam, 1413 AH, vol. 7, p. 142-146.
12. Fakhrul Muhaqqiqin Hlli, Muhammad b. Hasan, Ezahoo Al-Fawaid fi Sharh Mushkilate Qawaid, Qum: Mu'assa, Ismailyan, 1387 AH, vol. 2, P. 628.
13. Kashif al-Ghita Najaf, Ali b. Muhammad, Al-Noor Al-Sath fi Fiqh Al-Nafih, Najaf: Matbat ul Aadab,

---

1381 AH, vol. 1, p. 395

14. Ibid, p. 370-372.

15. Ibid, p. 375-377.

16. Shaykh Hur Aamoli, Muhammad b. Hasan, Fusul al-muhimma fi Ousul al-Aimma, Qum: Marif Islami Imam Raza (a.s), 1418 AH, vol. 1, p. 607.

17. Allama Majlisi, Mar'at al-Uqool, vol. 1, p. 103.

18. Shaykh Tusi, Muhammad b. Hasan, Amali Shekh al Tusi, Qum: Dar Al-Saqafa, 1414 AH, p. 225.

19. Kashif al-Ghita Najaf, Al-Noor Al-Sath, vol. 1, p. 343.

20. Setayesh, Muhammad Kazim Rehman, Rasael fi wilayat e Faqhy, Qum: Office of The Tabligh-e-Islami, 1425 AH, p. 115.

21. Hussaini Maraghi, Syed Mir Abd ul Fattha b. Ali, Al-Anawen ul Fiqhiya, Qum: Office of The Tabligh-e-Islami, 1417 AH, vol. 2, p. 562.

22. Al-Shaykh al-Tusi, Muhammad b. Hasan, Tehzeeb ul Ahkam, Tehran: Dar ul Kutub ul Islamiya, 1404 AH, vol. 4, p. 155.

23. Allama Hlli, Hasan b. Yousuf, , Qum: Muassa Ahl al-Bayt (a,s), 1414 AH, vol. 6, p. 119.

24. Shaykh Al-Saduq, Muhammad b. 'Ali, Man la Yahadra al-Faqih, Qum: Office of Tabligh-e-Islami,1413 AH, Vol. 2, p. 127,

25. Ibid

26. Al-Shaheed al-Awal, Muhammad b. Makki, Al-durus al-sreyah fi Fiqh al-Imamia, Qum: Dafter-e-Intisharat-eIslami, Attached Jamia Mudarriseen Hawzah Ilmiyah Qum 1417 AH, vol. 1, p. 286.

27. Sabzwari, Syed Abd al-A'la, Muhadhdhab al-ahkam fi bayan al-halal wa al-haram, Qum: Muassa Al-menar, 1413 AH, vol. 10, p. 259.

28. Amuli Musavi, Muhammad bin Ali, Madarik ul Ahkam fi sharh shar i al-Islam, Beirut: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s), 1411 AH, vol. 6. P. 170.

29. Yazdi Tabatabai, Syed Muhammad Kazim, Al-'Urwa al-wuthqa maa Al-Taliqat, Qum: Madrasa Imam Ali b. Abitalib, 1428 AH, vol. 2, p. 548.

30. Hakim Tabatabai, Syed Muhsin, Mustamsak al-'urwat al-wuthqa, Beirut: Dar Ihya alTuras al Arabi, 1390 AH, vol. 8, p. 461.

31. Amuli, Mirza Muhammad Taqi, Misbah al Huda fi Sarhy urwat al-wuthqa, 1380 AH, vol. 8, p. 371.

32. Sabzwari, Muhadhdhab al-ahkam, vol. 10, p. 273.

33. Shaheed Al-Sadr, Muhammad Baqir, Al-Fatawa al-Wadiha, Beirut: Dar al-Taaruf Lil-Matboaat, vol. 1, p. 631.

34. Imam Khumaini, Ruhalla Musavi, Tahrir al-Wasilah, Najaf: Matba al-Adab, 1390 AH, vol. p. 296.

35. Shaykh Hur Aamoli, Muhammad b. Hasan, Tafsil Wasa'il al-Shia, Qum: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s), 1409 AH, vol. 27, p. 140.

36. Abi Dawud, Sulayman b. al-Ash'ath, Sunan Abi Dawud, Qahira: Dar Al-Hadith, 1420 AH, vol. 1, p. 547.

37. Shaykh Hur Aamoli, Wasa'il al-Shia, vol. 7, p. 199.

38. Shaykh Tusi, Tehzeeb ul Ahkam, vol. 4, p. 155.

39. Aaly hussain, MUhammad b. Abdullah, Sharh Zaad al-MustaqnI, Qahira: Maktaba Al-Salfiya, 1961, P. 247

40. Jaziri, Abdul Rahman, Fiqh Ala Al-Mazahib ul-Arba, Beirut: Dar al-kutub al-Ilmiyyah 1424 AH, vol. 1, p. 551.

41. Imam Shafi, Muhammad b. Idrees, Al-Umm, Beirut: Dar Al-Fikr, 1403 AH, vol. 2, p. 103.

42. Naraqi, Mullah Ahmad b. Muhammad, Mustanad Ash-Shia, fi Ahkam Al Sharia, Qum: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s), 1415 AH, vol. 2, p. 132.

43. Khoei, Sayyid Abul-Qasim, Al Mustanad fi Sharah Urwa al-Wuthqa, Qum: Muassa Ahya Asar Al-Imam Al-Khoei, 1400 AH, vol. 2, p. 91.

44. Ibid, 132.

---

45. Noori, Hussain b. Muhammad Taqi, Mustadrak al-wasail wa mustanbaṭ al-masail, Qun: Mua'ssasa Ahl al-Bayt (a.s), 1408 AH, vol. 7, p. 407.
46. Ibn Anas, Malik b. Anas, Muwatta Imam Malik, Abu Dhabi: Sheikh Zayed bin Sultan Al Nahyan, 1425 AH, vol. 1, p. 386.
47. Noori, Mustadrak al- wasail, vol. 7, p. 406.
48. Majlisi Awal, Muhammad Taqi, Rawdat al-muttaqin fi sharh man la yahduruh al-faqih, Qum: Muassa Farhangi Islami, 1406 AH, vol. 3, p. 343.
49. Abi Dawud, Sunan Abi Dawud, vol. 1, p. 547.
50. Najafi, Muhammad Hussain b. Muhammad Baqir, Jawahir al-kalam fi sharḥ shara e al-Islam, Beirut: Dar Ihya alTuras al Arabi, 1404 AH, vol. 16, p. 359.